بسم اللہ تعالی

خطبۂ جمعہ برائے 8 مارچ 2019

# مومن کی صفات

انسان کو اللہ جل شانہ نے اعلیٰ ترین خوبیاں دے کر پیدا کیا اور اس کی فطرت میں ایمان اور اعمال صالحہ کی جڑیں مضبوط کردی؛ تاکہ انسان اپنی دیگر خامیوں اور کمزوریوں پر قابو پائے اور حیوانی خصوصیات کی پستی سے ابھر کر اس بلند مقام پر پہنچے، جس کو اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا ہے، مگر انسان اپنی بعض طبعی کمزوریوں، عجلت پسندی، کم ہمتی، تکلیف کے وقت نالہ وشکوہ کرنے کی کمزوری اور مال ودولت کی نعمت کے وقت بخل اور دوسروں تک اس نعمت کو نہیں پہنچنے دینے کی کوشش اس کو پستی کی طرف لے جاتی ہے؛ اس لیے اللہ جل شانہ نے قرآن کی مختلف سورتوں میں بندہ مؤمن کی صفات کا تذکرہ کرکے انسانوں کو انہیں اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ o وَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ o وَ الَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ o وَ الَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ o فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ o وَ الَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَ عَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ o وَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ o اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ o الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ}

(کامیاب اور بامراد ہوئے اہل ایمان جو اپنی نمازوں میں خشوع سے کام لیتے ہیں اور جو بیکار اور بے مقصد باتوں سے احتراز کرتے ہیں اور جو تزکیہ نفس پر مسلسل کاربند رہتے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں؛ یعنی اپنی شہوت کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں یا باندیوں کے، لہٰذا ان کے اس معاملے میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے؛ لیکن جو کوئی اس سے تجاوز کرے گا تو وہی حد سے بڑھ جانے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی پابندی کرتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، یہی وہ لوگ جو وارث بنیں گے، جنہیں جنت الفردوس کی وراثت ملے گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔)

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے ان چھ بنیادی صفات کا تذکرہ کیا ہے، جن سے انسانی سیرت وکردار کو استحکام وپختگی آتی ہے، ان آیات میں سب سے پہلی صفت ایمان والوں کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور پھر چند اوصاف کو بیان کرنے کے بعد اخیر میں یہ اللہ نے بتایا کہ ایمان والے اپنے اوقات کو ضائع نہیں کرتے، نمازوں میں سستی نہیں کرتے؛ بلکہ وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز اس طرح ادا کی جائے، جس طرح ایمان والوں پر فرض ہوئی تھی، اس میں خشوع اور خضوع بھی ہو؛ یعنی جس طرح نمازوں کی ظاہری ترکیب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے، اسی طرح باطنی صفات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے: اس لیے کہ خشوع وخضوع اور حضور قلب وہ باطنی کیفیات ہیں، جو مطلوب ہیں، جب یہ کیفیت حاصل ہوتی ہے تو نماز کی اصل اور حقیقی برکات ظاہر ہوتی ہیں اور وہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے والی بن جاتی ہے۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے:

{اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ}

(بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور اللہ کی یاد ہی سب سے بڑی اعلیٰ اور ارفع بات ہے۔)

لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز کی پوری طرح پابندی کی جائے: اس لیے کہ نماز کی پابندی ایمان کا تقاضہ ہے، نماز کو کسی بھی حال میں چھوڑنا اور مؤخر نہیں کرنا چاہیے، مگر یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو جائے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: (اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔)

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

ایک دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے:
{وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَآئِمُوْنَ}
(اور جو اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں۔)

دوسری صفت لہو و لعب اور لغویات سے پرہیز کرنے کی ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:
{وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ}
(اور جو بے کار اور بے مقصد باتوں سے احتراز کرتے ہیں۔)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه"۔
(انسان کے دین و اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ غیر مفید اور لایعنی چیز کو چھوڑ دے۔)
حقیقت یہ ہے کہ جب انسان وقت کی قدر و قیمت پہچانے گا اور مفید و غیر مفید کی شناخت رکھے گا تو وہ لہو و لعب اور لایعنی امور سے پرہیز کرے گا اور مفید کاموں میں اپنا وقت لگائے گا، اللہ انسانوں کے وقت کی قدر و قیمت پر زور دیتا ہے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے یہ بتاتا ہے کہ وقت ہی انسان کا اصل سرمایہ اور رأس المال ہے، وقت ہی کو صحیح استعمال میں لا کر اس دنیا کو اپنے لیے مفید بنا سکتا ہے اور آخرت میں جنت الفردوس میں جگہ لے سکتا ہے۔

مومن کی تیسری صفت: ادائیگی زکوۃ پر کاربند رہنے والوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
{وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ}
(اور وہ لوگ جو زکوۃ پر کاربند رہتے ہیں۔)
اس میں ایک طرف زکوۃ کی بنیادی حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو دوسری طرف یہ بھی واضح کیا گیا کہ وہ لوگ یہ عمل مسلسل کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی محبت کی سب سے بڑی نشانی مال کی محبت ہے اور یہ مال انسان کے شخصیت کی ترقی اور اس کی تعمیر میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور اس مال کی محبت کو دل سے نکالنے کے لیے بہترین نسخہ انفاق مال ہے؛ یعنی مال کا اللہ کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے خرچ کرنا اور وہ خیرات وصدقات کی صورت میں محتاجوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں کی مدد میں خرچ ہو رہا ہے، یا قرابت داروں کا حق ادا کرنے میں خرچ ہو رہا ہے یا اللہ کے دین کی خدمت میں خرچ ہو رہا ہے، یا پیغام الٰہی کی نشر و اشاعت میں خرچ ہو رہا ہے، یا دین کی سربلندی اور غلبہ کے لیے اور اس کے جو تقاضے ہیں، ان کو پورا کرنے کے لیے صرف ہو رہا ہے اور ان امور میں خرچ کرتے رہنے سے مال کی محبت ختم ہوگی اور اس کی ایک صورت کو فرض قرار دے دیا گیا اور اس کے لیے ایک خاص حد معین کر دی گئی، جسے نصاب کہا جاتا ہے؛ یعنی مالی حیثیت سے زائد جو بھی ہے، اس پر شرح نصاب کے مطابق، جو رقم لازمی طور پر لے لی جائے گی، وہ زکوۃ ہے۔
مومن کی چوتھی صفت جنسی جذبہ پر قابو رکھنا ہے: ارشاد الٰہی ہے:
{وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ o فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ}
(اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور باندیوں کے پس ان کے معاملہ میں ان پر کوئی ملامت نہیں پھر جو کوئی اس سے تجاوز کرے گا تو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔)
انسان کے اندر مختلف قسم کے حیوانی میلانات اور داعیات ہیں، ان میں سے ایک اہم میلان جنسی جذبہ بھی ہے، اگر اس جذبہ کو قانون

شریعت کے دائرہ میں رہ کر حلال پر اکتفا کرتے ہوئے ایک انسان حاصل کرتا ہے تو قرآنی حکم کے رو سے اس میں کوئی ملامت کی بات نہیں ہے؛ بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔نہیں ہے؛ بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

تعمیر سیرت کی پانچویں صفت امانت کی پاسداری ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

{وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَٰنَٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَٰعُونَ}

(اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں۔)

تعمیر سیرت کی چھٹی صفت وعدہ کو پورا کرنا ہے۔امانت داری اور ایفائے عہد کے مابین جو ربط وتعلق ہے اور ان کی جو اہمیت ہے، وہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ماخطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلا قال: لا إيمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له"۔

(شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خطبہ دیا ہو اور یہ کہے ہوں کہ جس میں امانت داری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جس میں ایفائے عہد کا وصف نہیں ہے، اس کا کوئی دین نہیں ہے۔)

اسی کے ساتھ تعمیر سیرت کی ایک اہم ستون اپنی شہادتوں پر قائم رہنا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَٰدَٰتِهِمْ قَائِمُونَ}

(وہ لوگ جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں۔)

اور شہادت پر قائم رہنا قولاً بھی ہوگا اور عملاً بھی، ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس حق کی، اس دین کی، اس توحید کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیں اور اس پر قائم رہیں اور یہ گواہی ہم اپنی گفتگو، دعوت وتبلیغ اور اپنی قوت بیانیہ سے دیں، تقریر وتحریر سے دیں، مضامین ومقالات کی صورت میں دیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

❁❁❁

نوٹ: ہر ہفتہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے جاری کیا جانے والا خطبۂ جمعہ حاصل کرنے کے لئے درج ذیل نمبر پر وہاٹس ایپ کے ذریعے میسیج کریں: 9834397200